بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

076: آخرت کے دن پر ایمان - حصہ سوم

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابوالعباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔ اور ہم بات کر رہے تھے پچھلے درس میں آخرت پر ایمان کے تعلق سے، اور ہم پہنچے تھے "قبر کے عذاب یا ثواب کے تعلق سے بات کرنا یا بیان"؛ جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں۔

"**قوله**" (یعنی مصنف شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا یہ قول) "**ثُمَّ بَعْدَ هٰذِهِ الْفِتْنَةِ إِمَّا نَعِيمٌ وَإِمَّا عَذَابٌ**" (پھر اس فتنے کے بعد یا تو نعیم ہے اور یا عذاب ہے (یعنی قبر میں))۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "**ثُمَّ**": کا لفظ جو ہے یہ مطلق ترتیب کے لیے ہے تراخی کے لیے نہیں ہے، کیونکہ انسان کا عذاب (یعنی قبر میں) یا جزاء اور ثواب جو ہے وہ فوری طور پر ہوتا ہے نا کہ کچھ دیر کے بعد۔

آپ جانتے ہیں کہ حروف العطف کتنے ہیں؟ الواؤ، فاء، ثم۔ کیا فرق ہے ان تینوں میں؟

(۱) حرف الواؤ میں: جب میں کہتا ہوں محمد اور خالد آئے ہیں "جاء محمدٌ وخالدٌ" پہلے کون آیا؟ دونوں میں سے کوئی بھی آسکتا ہے اس میں ترتیب نہیں ہے۔

فوری طور پر آئے کہ نہیں؟ فوری طور پر آئے لیکن ترتیب یا آگے پیچھے کا اس میں کوئی پیغام نہیں ہوتا۔

(۲) "جاء محمدٌ فخالدٌ": اس میں کیا ہے؟ اس میں ترتیب ہے؛ یعنی پہلے محمد آیا پھر خالد آیا۔

(۳) لیکن "جاء محمدٌ ثمّ خالدٌ": اس میں ترتیب بھی ہے اور تراخی (یعنی کچھ دیر کا وقت) بھی ہے کہ کچھ دیر کے بعد خالد آیا ہے (پہلے محمد آیا پھر تھوڑی دیر کے بعد خالد آیا)۔

حرف "أو" جو ہے: "جاء محمدٌ أو خالدٌ" دونوں میں سے ایک آیا۔ کون آیا؟ محمد آیا خالد نہیں آیا، محمد آیا یا خالد آیا، دونوں میں سے کوئی بھی ہو سکتا ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ ثم کا لفظ جو ہے: "**ثُمَّ بَعْدَ هٰذِهِ الْفِتْنَةِ إِمَّا نَعِيمٌ وَإِمَّا عَذَابٌ**": یا تو نعیم ہے یا عذاب ہے۔

شیخ صاحب یہ فرمارہے ہیں کہ ثم کا لفظ جو ہے مطلق ترتیب کے لیے ہے تراخی کے لیے نہیں ہے۔

یعنی جب فرشتے (منکر اور نکیر) سوال کریں گے قبر میں پھر یا تو نعیم ہے قبر میں یا عذاب ہے تو اس میں (ثم کے لفظ میں) کیا ہونا چاہیے پیغام؟ تراخی کا ہونا چاہیے نا؟ یعنی کچھ دیر کے بعد ہوا۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ ثم کا لفظ جو ہے یہاں پر ترتیب کے لیے بیان ہوا ہے تراخی کے لیے نہیں ہوا ہے (عربی زبان میں ایسا بھی ہوتا ہے) کیونکہ جوں ہی سوال اور جواب ختم ہوتا ہے منکر اور نکیر کا اس کے فوراً بعد جو ہے قبر کا نعیم یا عذاب شروع ہو جاتا ہے۔

کیونکہ جیسے پہلے گزر چکا ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب وہ کہے گا (یعنی قبر میں جو میت ہے) کہ میں نہیں جانتا، یا جواب نہیں دے پائے گا تو اسے مارا جائے گا ایک خاص لوہے کے اوزار سے، یا جو صحیح جواب دے گا اس کے لیے جنت کے دروازے کھڑکی کھول دی جائے گی اور اس کی قبر کے لیے کشادگی کر دی جائے گی (یعنی یہ چیز جو ہے فوری طریقے سے ہوگی)۔

یہ شرح جو ہے صرف حرف ثم کی ہے اس اعتبار سے۔

پھر یہ ایک سوال ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): یہ جو نعیم اور ثواب اور جزاء ہے، یا خوشحالی کی حالت ہے قبر میں یا عذاب "النعيم أو العذاب" جو قبر میں ہے کیا یہ صرف جسم پر ہے بدن پر ہے، یا صرف روح پر ہے یا دونوں پر ہے؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں: ہم یہ کہتے ہیں جو معروف ہے اہل سنت والجماعت کے نزدیک کہ اصولی طور پر جو نعیم یا عذاب ہے قبر میں وہ روح پر ہوتا ہے اور جسم اس کا تابع ہوتا ہے جیسا کہ دنیا میں عذاب جو ہے جسم پر ہوتا ہے اور روح اس کے تابع ہوتی ہے اور شرعی احکام دنیا میں ظاہر پر لیا جاتا ہے اور آخرت میں اس کے برعکس۔ مطلب کیا؟ دنیا میں شرعی احکام ظاہر پر دیکھتے ہیں نا آخرت میں کیا ہوگا؟ ﴿يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝﴾ (الطارق:9): وہاں پر نیتوں کو دیکھا جائے گا، وہاں پر دل کی حالت کو بھی دیکھا جائے گا۔ یعنی جب ہم کسی کو دیکھتے ہیں نماز پڑھتے ہوئے اگرچہ منافق ہی کیوں نہ ہو کیا ہم کہیں کہ اس کی نماز نہیں ہوئی کیونکہ منافق ہے؟! اس کا نفاق وہ جانے اس کا ربّ جانے ہمیں کہاں سے خبر ملی کہ وہ منافق ہے یا نہیں ہے؟! ہم تو ظاہر کو دیکھیں نا! احکام شرعیہ دنیا میں ظاہر ہوتا ہے آخرت میں اِس کے برعکس ہے۔

اور قبر میں جو عذاب یا نعیم ہے وہ روح پر ہے لیکن جسم پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے کیونکہ جسم جو ہے وہ روح کے تابع ہو جاتا ہے قبر کے اندر اور یہ "على سبيل الإستقلال" نہیں ہے (یعنی الگ سے نہیں ہے)؛ یعنی یہ نہیں ہے کہ روح کو الگ سے عذاب یا نعیم دیا جائے گا اور جسم کو الگ سے نعیم یا عذاب دیا جائے گا، تبع ہے (روح ہے غالب اور جسم اُس کا تابع ہے)۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ بدن پر عذاب ہو اور روح اس کے تابع ہو لیکن یہ بہت ہی قلیل اور نادر ہے (شاذ و نادر ہے)، اصل یہ ہے کہ قبر میں جو ہے عذاب روح اور بدن دونوں پر ہوتا ہے لیکن جسم جو ہے وہ روح کے تابع ہے؛ اور نعیم بھی اسی طریقے سے قبر میں روح پر ہوتا ہے اور جسم اُس کا تابع ہوتا ہے۔

پھر شیخ الاسلام کا یہ قول: "کہ قبر میں یا نعیم ہے یا عذاب ہے": اِس میں قبر کا نعیم اور عذاب کا ثبوت ملتا ہے (اس جملے میں)، اور اس کی دلیل قرآن مجید میں ہے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں ہے، اور بلکہ ہم یہ بھی کہتے ہیں اجماع میں بھی ہے "إجماع المسلمین"۔ یعنی جب ہم یہ کہتے ہیں "کہ قبر کا ثواب یا عذاب ہوتا ہے اور یہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے"؛ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نہیں، اس کی دلیل کیا ہے آپ لوگوں کے پاس (کیونکہ قبر کے عذاب کے منکر لوگ موجود ہیں، کچھ ایسے گروہ ہیں جو قبر کے عذاب کے منکر ہیں) دلیل کیا ہے؟ قرآن مجید میں سے دلائل موجود ہیں، صحیح احادیث میں دلائل موجود ہیں اور اجماع المسلمین ہے اس میں (اجماع ہے)۔

اجماع کی بات آگئی بیچ میں، اگلے درس میں (فقہ کے درس میں) بھی یہ سوال کروں گا اگر میں بھول گیا تو مجھے یاد دلا دیں کہ کچھ ایسے مسائل ہیں جو صرف اجماع سے ثابت ہیں قرآن اور سنت میں اُن کی کوئی ہمیں دلیل نہیں ملتی۔

واجب نوٹ کرلیں: مجھے چند مثالیں چاہیئں اُن مسائل کی جو قرآن میں نہیں ہیں سنت میں بھی نہیں ہیں بلکہ صرف اور صرف اُن مسائل کی دلیل اجماع ہے۔

سوال: اجماع دلیل نہیں ہے؟

جواب: میں اجماع کی بات کر رہا ہوں، اجماع کا خود ثابت ہونا اجماع بطور خود ایک مستقل دلیل ہے؛ میں اس لیے یہ بات کر رہا ہوں تاکہ طالب علم کو پتہ ہونا چاہیے کہ:

(۱) کچھ ایسے مسائل ہیں جو قرآن، سنت اور اجماع سے ثابت ہیں۔

(۲) کچھ ایسے مسائل ہیں جو قرآن، سنت، اجماع، عقل، منطق، قیاس اولیٰ، فطرت میں ثابت ہیں۔

(۳) کچھ ایسے مسائل ہیں جو صرف اجماع سے ثابت ہیں۔

(۴) کچھ ایسے مسائل ہیں جو صرف قیاس سے ثابت ہیں۔ تو طالب علم کو پتہ ہونا چاہیے نا۔

اب سب سے پہلا جو مسئلہ ہے:

(۱) وہ کون سے مسائل ہیں جو قرآن، سنت اور اجماع سے ثابت ہیں، اُن میں سے ایک مسئلہ یہ ہے "قبر کا نعیم اور عذاب"، ابھی ہم پڑھ رہے ہیں ابھی میں بتاؤں گا کہ کہاں پر ہیں۔

(۲) دوسری قسم کے مسائل جو ہیں قرآن، سنت، اجماع، فطرت، عقل اور منطق۔ اور پانچویں دلیل بھی تھی وہ کیا تھی؟ قرآن، سنت، اجماع، عقل اور قیاس اولی اور فطرت (پانچ یا چھ دلائل ہیں)۔

اس کی مثال کوئی دے گا کہ یہ کون سا مسئلہ ہے جو ان پانچ یا چھ چیزوں سے ثابت ہے؟ اللہ تعالیٰ کا بلندیوں پر ہونا (عرش پر ہونا)؛ توحید کی بھی دلیل بنتی ہے لیکن یہ جو ہم پڑھ چکے ہیں جو شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اسی کتاب کے شروع میں یہ بیان کیا ہے جب اللہ تعالیٰ کے علو کی صفت کے ثبوت بیان کیے ہیں تو صرف قرآن یا سنت، یا اجماع نہیں بلکہ فرمایا ہے کہ قرآن بھی ہے، سنت بھی ہے، اجماع بھی ہے، فطرت بھی ہے، عقل بھی دلالت کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے، اور توحید کو اگر دیکھ لیں آپ تو حقیقتاً توحید بھی اس میں شامل ہے۔

(۳) تیسرا، وہ مسائل جو صرف اجماع سے ثابت ہیں۔

(یہ ہوم ورک ہے جو آپ نے کرنا ہے اگلے درس میں اس پر بات کریں گے ان شاءاللہ)۔

سوال: ضعیف حدیث ہوسکتی ہے اجماع سے جو ثابت ہے لیکن صحیح حدیث نہیں ہے؟

جواب: ہوسکتی ہے یہ آپ کی بات درست ہے ہم یہ نہیں کہہ رہے، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کیونکہ جو ضعیف حدیث ہے وہ دلیل نہیں ہوتی اس لیے اُس کا ذکر کرنا بھی درست نہیں ہے لیکن جو مسئلہ ثابت ہے وہ اجماع سے ہم کہیں گے کہ ثابت ہے۔

اگلے درس میں آپ کو ایک مثال دوں گا (میرے ذمے ایک مثال ہے اگلے درس میں) اور آپ لوگوں کے ذمے چار اور مثالیں ہیں، مجھے پانچ مثالیں چاہیئں کہ وہ مسائل جو صرف اجماع سے ثابت ہیں؛ پانچ تک ہو جائیں، تین ہو جائیں کوئی مسئلہ نہیں ہے، میں پانچ کہہ رہا ہوں کوئی ساتھی تین بھی لے کر آئے تو ٹھیک ہے کافی ہے۔

قرآن مجید سے دلیل قبر کے عذاب یا نعیم کی، شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ الواقعہ آیت نمبر 83 تا 94 تک:

﴿فَلَوْلَآ إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ ﴿٨٣﴾ وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ ﴿٨٤﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ﴿٨٥﴾ فَلَوْلَآ إِن كُنتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُونَهَآ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٨٧﴾ فَأَمَّآ إِن كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّتُ

نَعِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَأَمَّا إِن كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٩٠﴾ فَسَلَامٌ لَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٩١﴾ وَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ الضَّالِّينَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ ﴿٩٣﴾ وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ ﴿٩٤﴾ إلی آخر الآیات(الواقعه:83-94)

سورۃ الواقعہ کی آخری آیات میں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں) یہ ایک مشاہد چیز ہے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جو مرنے والا شخص "المحتضر" ہے فرشتے جب اُس کی روح قبض کرنے کے لیے آتے ہیں تو وہ فرشتوں کو دیکھتا ہے اور فرشتوں کو ویلکم (Welcome) بھی کرتا ہے۔

یعنی اس اعتبار سے جیسا کہ سیدنا براء بن عاذب کی معروف حدیث ہے مسند احمد میں اور ابو داود میں جس میں قبر کے دفن کا یعنی موت سے لے کر قبر کے عذاب اور نعیم کے جو تفصیلی دلائل موجود ہیں کہ مرنے کے بعد کیا حالت ہوتی ہے؛ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں پچھلے درس میں کہ جب انسان مرتا ہے اور نیک شخص مرتا ہے تو جنت کے فرشتے آتے ہیں اُن کے ہاتھ میں جنت کا کفن ہوتا ہے، جب موت کا فرشتہ روح نکالتا ہے تو فوری طور پر وہ اس خوشبودار اچھے کفن میں سفید چمکدار کفن میں لے کر جاتے ہیں اُس میت کو، پھر آسمان کی طرف جاتے ہیں پہلے آسمان کا دروازہ بند ہوتا ہے تو پھر وہ پوچھتے ہیں کہ کون ہے؟ وہ کہتے ہیں "فلاں بن فلاں"، سب سے اچھا نام جو ہوتا ہے اُس کا اُس نام سے اُسے بیان کرتے ہیں، پھر اُس کے لیے کہا جاتا ہے کہ اس کے لیے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ دروازہ کھولیں۔

جب دروازہ کھولیں گے فرشتے پہلے آسمان کے پھر وہ فرشتے پہلے آسمان کے اور جو زمین کے فرشتے آئے تھے وہ اس کی روح کو لے کر جائیں گے، پھر دوسرا آسمان، تیسرا آسمان، ساتویں آسمان تک، پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا: کہ "صَدَقَ عَبْدِي": میرے اس بندے نے سچ کہا ہے اور یہ وعدہ ہے میرا بندے سے کہ میں نے زمین سے اسے پیدا کیا ہے اور واپس زمین میں ہوگا پھر میں اسے دوبارہ زندہ کروں گا؛ تو اس کی روح کو واپس لایا جاتا ہے کہ میرے اس بندے نے سچ کہا ہے اس کے لیے جنت میں بستر بچھادو اور جنت سے کھڑکی (یا دروازہ) کھول دو۔

اس طریقے سے یعنی لمبی حدیث ہے تو اس حدیث کا ذکر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کر رہے ہیں کہ مرنے والا جو ہے جب موت اس کی یقینی ہو جاتی ہے ("محتضر" جو مر رہا ہوتا ہے شخص) تو فرشتوں کو دیکھتا ہے تو "مرحبا" کہتا ہے، اور بعض اوقات یہ بھی کہتا ہے کہ کہاں بیٹھنا ہے! (یعنی بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے) جیسا کہ ابن القیم نے کتاب "الروح" میں بیان کیا ہے۔

اور یہ بھی دیکھتے ہیں جو ساتھ والے لوگ ہیں جو میت کو دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات خوف طاری ہو جاتا ہے مرنے والے کو اور اس کے چہرے کی رنگت بدل جاتی ہے جب (نعوذ باللہ) عذاب کے فرشتے نازل ہوتے ہیں (یعنی یہ چیز مشاہد ہے)۔

اور سورۃ الواقعہ کی آخری آیات میں اس کا ذکر ہے کہ جب روح حلقوم تک پہنچے گی اور آپ دیکھ رہے ہوں گے اور ہم (یعنی فرشتے جو ہیں اللہ تعالیٰ کے) اُس کے زیادہ قریب ہوں گے لیکن تم دیکھ نہیں پاتے۔

ہم دیکھ نہیں پاتے جو ہمارے سامنے کوئی شخص مر رہا ہوتا ہے، ہم اس کو مرتے ہوئے تو دیکھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ حقیقتاً کیا ہو رہا ہے اُس کی روح کون قبض کر رہا ہے ہم یہ نہیں دیکھتے، فرشتے نظر نہیں آتے ہمیں یہ غیبی مخلوق ہے، لیکن ہماری آنکھوں کے سامنے جو مشاہدہ ہو رہا ہے یقیناً وہ یہی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ یہاں پر بیان فرما رہے ہیں۔

یعنی اگر یہ آیت، یہ دلائل نہ ہوتے تو ہمیں نہ پتہ ہوتا کہ فرشتے ہیں، اور جب روح حلق تک پہنچتی ہے (حلقوم تک پہنچتی ہے) تو فرشتے آتے ہیں کیونکہ روح واپس نہیں آئے گی اب؛ جب حلقوم تک پہنچی ہے تو اس کا موت کا وقت آ گیا ہے، جب موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے اس کی روح کو نکالتے ہیں۔

دوسری دلیل قرآن مجید میں سے قبر کے عذاب کی یا نعیم کی جو اس سے زیادہ واضح ہے:

سوال: اس میں قبر کا ذکر تو نہیں ہے نا سورۃ الواقعہ میں؟

جواب: "محتضر" کا ذکر ہے کہ مرنے والے شخص کی جب روح لے کر جاتے ہیں تو کہاں لے کر جاتے ہیں کیونکہ ان آیات میں جو فوری بیان کیا گیا ہے: ﴿فَأَمَّآ إِن كَانَ مِنَ ٱلْمُقَرَّبِينَ ۝٨٨ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ۝٨٩﴾ (الواقعہ:88-89) یہاں سے لیا گیا ہے؛ ﴿وَأَمَّآ إِن كَانَ مِنْ أَصْحَـٰبِ ٱلْيَمِينِ ۝٩٠ فَسَلَـٰمٌ لَّكَ مِنْ أَصْحَـٰبِ ٱلْيَمِينِ ۝٩١ وَأَمَّآ إِن كَانَ مِنَ ٱلْمُكَذِّبِينَ ٱلضَّآلِّينَ ۝٩٢ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ ۝٩٣ وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ ۝٩٤﴾ (الواقعہ:90-94)۔ یعنی یہ سارا جو ہے فوری طور پر مرنے کے بعد جب ہو گا تو قبر میں ہے، اس کے بعد پھر جو ہے وہ آخرت میں بھی اسی طریقے سے نعیم یا عذاب ہو گا۔

اس لیے میں نے کہا ہے کہ اس سے زیادہ واضح یہ آیت ہے سورۃ غافر کی آیت نمبر 46، قرآن مجید میں سے آل فرعون کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ٱلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا﴾ (آگ پر اُن کو پیش کیا جاتا ہے صبح اور شام)؛ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ قیامت سے پہلے کی بات ہو رہی ہے؛ ﴿وَيَوْمَ تَقُومُ ٱلسَّاعَةُ أَدْخِلُوٓا۟ ءَالَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ

﴿الْعَذَابِ﴾: اور اس کی دلیل شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اسی آیت میں (اور جس دن قیامت قائم ہو گی آل فرعون کو شدید عذاب میں داخل کر دو)۔

تو پھر اس وقت جس آگ پر پیش کیا جارہا ہے صبح و شام اُن کو یہ کون سی آگ ہے؟ برزخ کی آگ ہے (قبر میں برزخ میں جہاں پر بھی ہیں اس وقت)۔

اگرچہ دیکھیں کہتے ہیں کہ فرعون کی باڈی (Body) جو ہے وہ میوزیم میں ہے۔ ایسے کہتے ہیں نا؟! لوگوں نے دیکھا بھی ہے میوزیم میں باڈی (Body) ہے۔ اور ہمیں نظر آرہا ہے کہ آگ پر پیش کیا جارہا ہے؟! آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں؟! نہیں دیکھ رہے؛ لیکن حقیقتاً وہ اس وقت برزخ کی آگ میں صبح اور شام پیش کیے جاتے ہیں فرعون اور آل فرعون!

اور تعجب کی بات یہ ہے کہ کچھ دنوں پہلے میں نے سنا تھا کہ ایسا ہو رہا ہے، پھر ایک کلپ بھی دیکھا تھا میں نے یوٹیوب (YouTube) پر کافی وائرل ہوا تھا کہ مصر میں جب فرعون اور آل فرعون کی باڈیز (Bodies) کو اور تابوتوں کو شفٹ کرنا تھا میوزیم میں کسی دوسری جگہ پر اور جو پروٹوکول (Protocol) دیا گیا! اور جو اس طریقے سے بڑا جشن منایا گیا (نعوذ باللہ) کہ جیسے کہ پتہ نہیں کسی شاہی خاندان کو ... عجب بات ہے کہ مسلمان ایسا کرتے ہیں اُن لوگوں کے ساتھ جن کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے اس عذاب کا ذکر کیا ہے! اور وہ شخص جو اپنے وقت کا سب سے بڑا کافر تھا جس نے یہ نہیں کہا کہ میں ربّ ہوں، بلکہ "میں تمہارا سب سے بڑا ربّ ہوں" (نعوذ باللہ) اتنا عزت اور وقار کس چیز کا بھئی؟!

یعنی آپ تصور کریں کہ اگر فرعون کا اپنا لشکر اپنے لوگ زندہ ہوتے وہ ایسا کر سکتے تھے نا! اُن کا بادشاہ تھا اُن کا باپ دادا تھا جو بھی تھا وہ کر سکتے تھے لیکن ایک کلمہ پڑھنے والا مسلمان کیسے آپ یعنی سوچ بھی سکتے ہیں کہ ایسا پروٹوکول (Protocol) اور پتہ نہیں اُس پر اُس کی اسپیشل کوریج (Special coverage) تھی پوری دنیا میں "کہ بھئی دنیا کو ہلا کر رکھ دیا!"۔

ارے بھئی! کیا ہلا کر رکھ دنیا کو یہ خود ہلے ہوئے ہیں بے چارے! ان کی عقلیں ہلی ہوئی ہیں ان کے دل ہلے ہوئے! اگر اِن کا عقیدہ مضبوط ہوتا اللہ تعالیٰ پر ایمان کا، اگر یہ تھوڑا سا معنی بھی سمجھتے ہوتے تو اس کافر کے تعلق سے جس کو آگ پر پیش کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ گواہی دے رہا ہے قرآن مجید میں، بدترین کافر اپنے وقت کا (نعوذ باللہ) اُس کے اتنا بڑا پروٹوکول (Protocol)! اور بڑا پتہ نہیں کیا" اور یہ ہمارا اثاثہ ہیں یہ ہمارے پتہ نہیں کیا ہیں"؟!

ارے! تم بزنس کرو بزنس کی حد تک تم لوگوں نے کمائی کرنی ہے اس کو بے چارے کو بنایا کیا ہوا ہے؟! بزنس کر رہے ہیں نا سارے تو وہاں پر رکھ کر ٹکٹیں لے رہے ہیں اور دنیا وہاں پر جا رہی ہے، اور سیاحت کے لیے اُن کے لیے بڑا کوئی اتنا رزق کا دروازہ کھلا ہے، تو کماؤ جو تم نے کمانا ہے دنیا میں چھوڑ کر جاؤ گے لیکن اتنی عزت دینا ایک بدترین کافر کو، اور پتہ نہیں کیا کچھ اور جو اس کا انٹروڈکشن (Introduction) کیا گیا پتہ نہیں اس کو کیا بنا دیا؟!

عجیب بات ہے واللہ! اور بہت دکھ ہوا کہ مسلمان کلمہ پڑھنے والے ایسا کر رہے ہیں! (إنا لله وإنا إليه راجعون)۔

الغرض؛ تو یہ دلیل واضح ہے کہ اگر کوئی شخص آپ سے یہ پوچھے کہ قبر میں عذاب ہوتا ہے اس کی دلیل کیا ہے؟ تو جواب میں آپ نے کہنا ہے سورۃ غافر آیت نمبر 46، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝۴۶﴾۔

یہ تو اس وقت برزخی زندگی میں برزخی آگ میں پیش کیا جا رہا ہے، اور برزخ کی آگ اللہ کی قسم! دنیا کی آگ سے کہیں زیادہ ہے !اور آخرت کی آگ اس سے بھی کہیں زیادہ ہے! جہنم کی آگ سب سے بڑا عذاب ہے (نعوذ باللہ)۔

اور جب قیامت قائم ہو گی ﴿اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾: اگر یہ عذاب ہے جو اس وقت برزخ میں ہے جو آگ پر پیش کیا جا رہا ہے تو قیامت کے دن ﴿اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ میں داخل ہوں گے! (نعوذ باللہ)۔

قرآن مجید میں سے جو اگلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ الانعام آیت نمبر 93 میں: ﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾: جب ظالم، بدکار اور کافر کی موت ہوتی ہے اُن کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جب آپ دیکھتے ہیں ظالموں کی جو فرشتے روح قبض کرتے ہیں کہ اپنی جانوں کو نکالو (روح کو نکالو) تو ڈر کے مارے وہ نہیں نکلنا چاہتی (یہ روح جو ہے نہیں نکلنا چاہتی) کیونکہ ان کو عذاب اور سزا کی بشارت دی گئی ہے تو اس لیے فرمایا ہے: ﴿اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ﴾: نکالو اپنے نفس کو اپنی روح کو آج تمہیں ذلت آمیز عذاب دیا جائے گا۔ اور ﴿اَلْيَوْمَ﴾ سے مراد: "للعهد الحضوري": یعنی "یوم حاضر" اِس وقت جب تمہیں موت آ رہی ہے۔

یعنی ایک تو موت روح کے نکلنے کا جو عذاب ہے اور جو تکلیف ہے وہ الگ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝۱﴾ ((سورۃ النازعات کی پہلی آیت) قسم ہے اُن فرشتوں کی! جو کافروں کی روح جو ہے وہ بڑی سختی سے نکالتے ہیں)۔

یعنی: ﴿غَرْقًا﴾: جسم میں غرق ہو کر نکالتے ہیں؛ ﴿وَالنّٰزِعٰتِ﴾: نزع کرنے والے۔ عجیب ہے واللہ!

اللہ تعالیٰ قسم کھاتا ہے، واؤ قسم ہے ﴿وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا﴾: قسم ہے اُن فرشتوں کی جو کافروں کی بدکاروں کی یعنی روح جو ہے وہ سختی سے اُن کے جسم میں غرق ہو کر نکالتے ہیں!

غرق ہو کر کیسے؟ کیوں غرق ہو کر؟ کیونکہ جیسے حدیث میں آیا ہے کہ روح ڈر کے مارے اندر چلی جاتی ہے چھپنا چاہتی ہے، دوڑتی ہے جسم کے اندر چھپنا چاہتی ہے کیونکہ اسے پتہ ہے کہ اب خیر نہیں ہے! کیونکہ میت دیکھ رہی ہے نا کہ اب فرشتے آ گئے ہیں، حدیث کے الفاظ ہیں "مَدَّ الْبَصَرِ" (جہاں تک اُس کی نگاہ جاتی ہے)؛ اور جہنم کے فرشتے آئے ہیں، بدبودار کفن ہے کانٹے دار کفن ہے (حدیث کے الفاظ ہیں)، جب روح یہ دیکھے گی اور پھر موت کا فرشتہ جب نزع کرتا ہے روح، تو کہے گا "أخرجوا إلى ربّ غضبان"؛ نکلو اب "أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ" (اے خبیث نفس نکلو! اُس ربّ کی طرف جو آج تجھ سے سخت ناراض ہے)۔

یہ خبر جو دل کو ہلا دینے والی اور اپنی آنکھوں سے دیکھنا کہ فرشتے کس طریقے سے جہنم کا کفن لے کر آئے کانٹے دار کفن ہے تو پھر دوڑ لگائے گی چھپنے کے لیے! اللہ کے فرشتے چھوڑتے نہیں ہیں:

﴿وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا﴾: جسم میں غرق ہو کر سختی کے ساتھ روح کو کھینچ کر نکالتے ہیں ("نزّع" کھینچنا ہوتا ہے، زبردستی نکالیں گے)۔

﴿وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝﴾ (یہ خوشخبری ہے مومنوں کے لیے) اور قسم ہے اُن فرشتوں کی جو مومنوں کی روح کو بڑی آسانی سے نکالتے ہیں) (النازعات:2)۔ علماء کہتے ہیں کہ جیسا کہ مشکیزہ ہوتا ہے نا پانی کا، یا پانی کی بوتل جیسے آپ تھوڑا سا Tilt کرتے ہیں تو قطرہ کیسے اسپیڈ سے نکلتا ہے بڑی آسانی سے، اسی طریقے سے مومن کی روح ایسے قبض ہوتی ہے کیونکہ فرشتہ کہے گا: "اخرُجي أيتُها النفسُ الطيّبةُ": اے طیب نفس نکلو اپنے ربّ کی طرف جو آج تجھ سے راضی ہے "إِلَى رَبٍّ رَاضٍ غَيْرِ غَضْبَانَ": سبحان اللہ۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس آیت میں ﴿اَلْيَوْمَ﴾ سے مراد جس دن موت ہو گی اُس دن کا ذکر ہے، فرشتے جو ہیں وہ روح قبض کریں گے؛ اور دلالت یہ ہے (ثبوت) اس آیت میں کہ جب اُن کو عذاب ملے گا تو جیسے ہی روح نکلے گی سختی سے تو پھر اگلا جو مرحلہ ہے برزخ کا یا قبر کا وہاں پر بھی اُن کو عذاب ہو گا۔

قرآن مجید میں سے جو اگلی دلیل ہے سورۃ النحل آیت نمبر 32 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ﴾: شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور یہ جو ہے "في حال الوفاة" (جب وفات ہوتی ہے)۔

یعنی جن کی فرشتے روح قبض کرتے ہیں، جو لوگ مرتے ہیں ﴿طَيِّبِيْنَ﴾؛ جیسے حدیث میں آیا ہے "اخرُجِي أيّتُها النّفسُ الطيّبةُ":

یہاں پر ﴿طَيِّبِيْنَ﴾ اچھے جو ہیں، نیک اور صالح لوگ ہیں۔

﴿يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ﴾ (فرشتے کہتے ہیں سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ) ﴿ادْخُلُوا الْجَنَّةَ﴾ (جنت میں داخل ہو جاؤ)۔ کون سی جنت میں؟ جو موت کے فوراً بعد جنت کا ذکر ہے تو یہ قبر کا نعیم ہے۔

اگر ان چار دلائل میں سے صرف دو یاد کر لیں ایک عذاب کے لیے اور ایک نعیم کے لیے تو بالکل آسان ہے؛ عذاب کے لیے سورۃ غافر آیت نمبر 46 جس میں آلِ فرعون کا ذکر ہے واضح دلیل ہے، اور دوسری دلیل سورۃ النحل آیت نمبر 32 میں قبر کے نعیم کی دلیل جس میں مرنے والے مومن لوگوں کا ذکر ہے جب فرشتے اُن کی روح قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں ﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ﴾ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

یعنی جوں ہی روح قبض کرتے ہیں تو یہ خوشخبری بھی دیتے ہیں کہ جنت میں داخل ہو جاؤ، اور یہ جنت جو ہے یعنی قبر یا برزخ کا نعیم مراد ہے اس جنت سے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ کہا جائے گا مومن کے نفس کو "نکلو اے طیب نفس! اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی طرف اور رضا کی طرف"؛ خوش ہو گی اور بڑی آسانی سے یہ روح نکلے گی اگرچہ جسم میں تھوڑی سی تکلیف ہوتی ہے روح کے نکلنے کی لیکن روح جو ہے بڑی آسانی سے اور بخوشی جو ہے وہ جسم سے نکلتی ہے۔

سنت میں سے جو دلیل ہے قبر کے عذاب اور نعیم کی تو "متواتر ہے" اور صحیح بخاری، مسلم میں بھی یہ دلیل موجود ہے۔

سوال: "لا إله إلا الله ، إنَّ للموتِ سَكَرَاتٍ" یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں؟

جواب: جی، بتا رہے ہیں نا کہ سکرات الموت حق ہے اس لیے شیخ صاحب نے کہا ہے: "وإن كان البدن قد يتألم" (اگرچہ جسم کو تکلیف بھی ہو سکتی ہے، یا ہوتی ہے)۔

تو سکرات الموت تو حق ہے، یعنی جب روح نکلتی ہے تو تھوڑی سی تکلیف ہوتی ہے لیکن روح کے نکلنے کی بات ہو رہی ہے؛ ایک تو مومن کی روح کے بآسانی نکلے گی بخوشی نکلے گی، ایک کافر بدکار کی روح ہے جو چھپے گی نہیں نکلنا چاہتی، دوڑ لگائے گی جسم کے اندر چھپنے کے لیے کوئی جگہ ڈھونڈے گی تو فرشتے اُس میں ڈوب کر اُسے سختی سے نکالیں گے، یہ الگ ہے۔

روح کے نکلنے کا جو ہے وہ آسان ہے مومن کے لیے اور کافر کے لیے لیکن سکرات الموت کیونکہ جسم کا دنیا سے روح سے جدا ہونا اور نکلنا اس میں تکلیف ہوتی ہے اسے سکرات الموت کہتے ہیں اور یہ حق ہے اور ثابت قدمی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بھی مخلوق بہتر ہو نہیں سکتی آپ تصور کر نہیں سکتے! اللہ تعالیٰ کے سب سے عظیم نبی علیہ الصلاۃ والسلام؛ اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے "الخلیل" خلۃ کا درجہ صرف دو لوگوں کا ہے پوری دنیا میں، تاقیامت کسی کو یہ خوشخبری نصیب ہو نہیں سکتی صرف دو اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ہیں، سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام، اور محمد علیہ الصلاۃ والسلام "الخلیلین" دونوں خلیل؛ اور خلۃ سب سے بلند درجہ ہے محبت کا اس لیے جب ہم کہتے ہیں "حبیب اللہ" اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق سے (اکثر آپ سنتے ہیں صوفی وغیرہ) یہ غلط ہے، حبیب اللہ کم درجہ ہے خلیل اللہ کہیں نا! خلیل اللہ کہنا چاہیے خلیل اللہ سب سے بلند درجہ ہے۔

یعنی یہ کم فہمی ہے اور میں سمجھتا ہوں جہالت ہے کہ آپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حق تلفی کر رہے ہیں، جو حق ہے محبت کا اُس سے محروم کر کے آپ لفظی اعتبار سے بھی حبیب اللہ کہتے ہیں جبکہ "خلیل اللہ" ہونا چاہیے؛ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ خلیل اللہ تو پھر کون ہے؟ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام ہیں (سبحان اللہ)؛ جبکہ خلیل دو ہیں: (۱) سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام بھی ہیں۔ (۲) اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں۔

الغرض؛ جیسا کہ صحیح بخاری، مسلم میں حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں کے بیچ میں سے گزرے اور فرمایا کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے جبکہ کسی بڑی بات میں عذاب نہیں ہو رہا (یعنی لوگوں کے نزدیک کوئی بڑی باتیں نہیں ہو تیں لیکن دونوں کو عذاب ہو رہا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ گزر رہے تھے تو دو قبروں کے بیچ میں دیکھا (دو قبریں ہیں ان میں سے گزرے) اور فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب مل رہا ہے، کہاں سے پتہ چلا؟ وحی سے: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾ (النجم:3-4): صحابہ بھی ساتھ تھے (سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر اور دیگر صحابہ بھی تھے) اُن کو نہیں پتہ چلا کیونکہ وحی نازل نہیں ہوتی؛ اللہ تعالیٰ نے خبر دی اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے ذریعے کہ اِن دونوں کو عذاب ہو رہا ہے، لیکن کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا (جبکہ عذاب ہے تو بڑی بات ہی ہوگی نا) لیکن لوگوں کے نزدیک لوگ اسے بڑی چیز نہیں سمجھتے! ایک شخص کو عذاب ہو رہا تھا کیونکہ وہ چغل خوری کرتا تھا "يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ"۔

اور چغل خوری آج بھی دیکھ لیں آپ کہ اکثر لوگوں میں ایک معمولی سی چیز بن گئی ہے کیا خیال ہے؟!

کچھ لوگ ایسے ہیں کہ "جھوٹ مت بولو کبیرہ گناہ ہے" چغل خوری کرتا رہتا ہے!

عورتوں میں (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے) اور بڑی معذرت کے ساتھ کہ اکثر عورتوں میں یہ چیز پائی جاتی ہے چغل خوری ہے غیبت ہے، یہ چیزیں جو ہیں!

یعنی (اِلا من رحم اللہ سبحانہ وتعالیٰ) میں اکثر کی بات کر رہا ہوں سب کی بات نہیں کر رہا، اللہ کی نیک بندیاں بھی ہیں (الحمد للہ) اور ایسے مرد بھی ہیں، بلکہ آج مرد بھی کم نہیں ہیں کسی گیدرنگ (Gathering) میں جائیں کسی شادی بیاہ میں (آج کل گیدرنگ (Gathering) یہیں پر ہوتی ہے یا تو شادی پر ہوتی ہے یا تو تعزیت پر ہوتی ہے اکثر) تو بول رہے ہوتے ہیں لوگ کہ کوئی خوشی منا رہا ہے کوئی کیا کر رہا ہے، یا کسی کی غیبت ہو رہی ہوتی ہے (نعوذ باللہ) یا کوئی جھوٹ بولا جا رہا ہوتا ہے!

الغرض: تو اُن میں سے ایک شخص کو قبر میں جو عذاب مل رہا تھا اُس کی وجہ کیا تھی؟ نمیمۃ (چغل خوری کرنا)، اور جانتے چغل خوری جو ہے دو لوگوں کے بیچ میں جھگڑا کروانا؛ اُس کے کان بھرنا غلط بات بیان کرکے، اُس کے کان بھرنا غلط بات بیان کرکے تاکہ آپس میں نفرتیں پیدا ہوں اور رشتہ یا دوستی جو کچھ بھی ہے وہ ٹوٹ جائے (نعوذ باللہ)، "يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ"۔

"يَمْشِي" سے کیا مراد ہے؟ اُس کی عادت تھی وہ کرتا رہتا تھا (نعوذ باللہ)، تو قبر میں عذاب اُسے فوری طور پر اس بد عملی، کبیرہ گناہ کی وجہ سے ہے۔

اور دوسری چیز کہ پیشاب کے قطرے سے صحیح پاکیزگی نہیں کرتا تھا۔

اگرچہ یہ بات بھی اکثر لوگوں میں معمولی سی بات سمجھی جاتی ہے اس لیے کیا فرمایا؟ "وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ": یعنی لوگ نہیں سمجھتے کہ بڑی بات ہے، اور روایت میں ہے کہ بلکہ کبیر چیزیں ہیں (بڑی چیزیں ہیں) یہ حقیقتاً اُس لیے تو عذاب ہے۔

اور تعجب ہے آپ دیکھتے ہیں کہ مالز میں یا کچھ جگہوں پر جو پیشاب کرنے کی جگہ ہے جہاں پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا جاتا ہے یہ سب اُس میں شامل ہے کیونکہ یہاں پر جو کھڑے ہو کر پیشاب کرتا ہے تو آپ پیشاب کے قطروں سے کیسے آپ پاک ہوتے ہیں؟! ایئرپورٹس میں دیکھیں!

یعنی آپ دیکھیں یورپ، امریکہ میں تصور کر سکتے ہیں کیونکہ وہ مسلمان نہیں ہیں اُن کلچر ایسا ہے، اُن کی ثقافت ہی ایسی ہے اُن کا رہن سہن ہی ایسا ہے، لیکن مسلمان ملکوں میں ان چیزوں کی کیا ضرورت ہے؟! یعنی آپ جب کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں

اُس پوٹ میں جو دیوار میں لٹکا ہوتا ہے اس طریقے سے پتہ نہیں کس طریقے سے کرتے ہیں لوگ؟! اور پھر وہ طہارت کیسے کرتے ہیں ایسے ہی زپ بند کر دیتے ہیں بس؟!

میں نے نہیں دیکھا پانی کا سسٹم ہے کوئی وہاں پر؟! پانی کا سسٹم نہیں ہے نا، تو پھر؟! دیکھیں آپ وہاں پر بھی رش لگا رہتا ہے! میں حیران ہوں کہ او بھئی واش روم اگر بند ہے تو آپ تھوڑی دیر انتظار کر لیں لیکن کچھ لوگ جاتے ہیں بغیر کسی کی پرواہ کیے!

اور یاد رکھیں اس وعید میں سب شامل ہیں! جو شخص بھی پیشاب کے قطروں سے صحیح پاکیزگی نہیں حاصل کرتا وہ اس وعید میں شامل ہے اور قبر کا عذاب اُس کا انتظار کر رہا ہے (نعوذ باللہ)۔

تو اس لیے ابھی سے یہ دو چیزیں ہیں: (۱) چغل خوری ہے اس سے توبہ کرنی ہے۔ (۲) اور اس موذی جو مرض میں سمجھتا ہوں جو بعض لوگوں میں لگا ہے اس سے توبہ کریں اور اس کو ختم کریں، اور پیشاب کے قطرے سے جو پاکیزگی ہے اس کا خاص اہتمام کریں اور اس وعید سے بچیں۔ تو اس حدیث میں ثابت ہوا کہ قبر میں عذاب بھی ہوتا ہے!

تیسری بات اجماع المسلمین کی، اب اجماع کی بات جو ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسلمان جب نماز پڑھتا ہے تو تشہد میں جو دعائیں مانگتا ہے اس میں سے ایک یہ دعا بھی ہے تشہد میں: "أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ..."۔

ہم جب تشہد پڑھتے ہیں، التحیات پڑھتے ہیں، درود ابراہیمی پڑھتے ہیں پھر کچھ مسنون دعائیں بھی ہیں جو ہم پڑھتے ہیں اُن میں سے ایک یہ دعا بھی ہے "أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ...": اگر قبر کا عذاب ثابت نہیں ہے تو پھر کس طریقے سے ہم نماز میں اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتے ہیں قبر کے عذاب سے؟! اگر وہ موجود نہیں ہے تو پھر پناہ کس چیز کی ہم طلب کرتے ہیں؟!

تو اس کی مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کا بھی اس میں اجماع ہے کہ مسلمان جو ہیں قبر کے عذاب کا (اور یعنی اُس کے ثواب کا بھی) اس پر یقین رکھتے ہیں۔

سوال: یہ حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: ہاں، یہ ثابت ہے اس لیے تو یہ جو "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ": یہ صحیح حدیث ہے (متفق علیہ حدیث ہے)۔

سوال: اور یہ دلیل حدیث سے نہیں بنتی وہ جو آپ کہہ رہے ہیں اجماع المسلمین؟

جواب: یہ بھی اُس میں شامل ہے حدیث میں تو شامل ہے؛ شیخ صاحب یہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہاں سے کہا کہ اجماع ہے؟ جب سب مل کر یہ دعا کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ سب کا اجماع بھی اس پر ہے، اس لیے جب ہم اجماع کی بات کرتے ہیں تو بعض لوگ اجماع نقل کرتے ہیں، بعض علماء اجماع نقل کرتے ہیں کہ یہاں پر اس میں اجماع بھی ہے۔

سوال: کون سا اجماع ہے اجماع صریح ہے یا اجماع سکوتی ہے؟

جواب: نہ نہ، اس میں حقیقتاً یعنی جو خاموش ہیں جنہوں نے انکار نہیں کیا وہ بھی شامل ہیں (سکوتی سے)، اور جنہوں نے کیا ہے تو حقیقتاً اجماع ہے، اس میں دونوں شامل ہیں نا! جو کہتے ہیں کہ عذاب القبر ہے، آپ مانتے ہیں عذاب القبر ہوتا ہے ہم بھی مانتے ہیں، تو ہم اقرار کر رہے ہیں یقینی طور پر، اور جو خاموش ہیں جو نہیں اس پر بات کر رہے اس کا مطلب کہ وہ بھی اس اجماع میں شامل ہیں؛ مسئلہ وہ ہوتا ہے جو انکار کرتے ہیں "اہل بدعت"، اہل بدعت کا شمار نہیں ہوتا اجماع کے مسائل میں اہل بدعت کو نکال دیا جاتا ہے۔

پھر اگلا ایک مسئلہ شروع ہے، شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ قبر کا عذاب اور نعیم جو ہے وہ دائمی طور پر ہے یا منقطع ہے (وقتی طور پر ہے)؟

دیکھیں آخرت میں مومن کے لیے جنت ہمیشہ کے لیے، کافر کے لیے جہنم ہمیشہ کے لیے؛ اب جو شخص مر جاتا ہے برزخی زندگی میں اس کے لیے یہ جو عذاب ہے یا جو نعیم ہے وہ ہمیشہ کے لیے ہے یا وقتی طور پر ہے؟ ایک مسئلہ ہے۔

مسئلہ ہے کہ نہیں؟ پتہ ہونا چاہیے کہ نہیں؟ پتہ ہونا چاہیے، آیئے دیکھتے ہیں۔

جواب میں شیخ صاحب فرماتے ہیں: کافروں کا عذاب دائمی ہے (قبر میں کافروں کا عذاب دائم ہے)۔

بات یہ ہو رہی ہے کہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے اور قبر میں اسے دفن کر دیتے ہیں برزخی زندگی میں چلا گیا ہے جو اس کے لیے اگر مومن ہے تو جو جنت کی خوشخبری ہے کہ جنت کا بستر بچھا دیا جائے گا اور جنت کی کھڑکی کھول دی جائے گی، یا اگر وہ بدکار ہے یا کافر ہے تو اس کے لیے جو عذاب ہو گا جو آگ ہو گی، جو آگ کا بستر ہو گا اور آگ کی جو کھڑکی کھول دی جائے گی یہ صور پھونکنے تک ہو گا یعنی آخرت تک ہو گا ہمیشہ کے لیے ہو گا یا پوری برزخی زندگی میں ہو گا، یا وقتی طور پر ہو گا؟ یہ سوال ہے واضح ہے سوال؟ یہ مسئلہ ہے۔

اس کے جواب میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کافروں کا جو عذاب ہے برزخی زندگی میں ہمیشہ کے لیے ہے، یعنی جس وقت سے کافر مرے گا اُس وقت سے لے کر جب تک کہ دوبارہ زندہ نہیں ہو گا قیامت کے دن، یہ پورا جو ٹائم پیریڈ (Time period) ہے پورا برزخ کا اس پورے وقت میں اسے مسلسل عذاب دیا جائے گا جیسا کہ آل فرعون کا ذکر کیا ہے: ﴿اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا﴾: یہ پورا کا پورا وقت ہے۔ کب تک ہے؟ ﴿وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾: تا قیامت۔

تو یہ دلیل ہے کہ کافر کا جو ہے وہ ہمیشہ ہو گا کیونکہ وہ حق رکھتے ہیں کہ اُن کو اتنا عذاب دیا جائے! زندگی ساری کفر میں گزری! ساری زندگی تھے نا دنیا میں جو بھی ستّر اسّی سال، سو سال، جتنی بھی تھی کفر میں تھی نا! تو پھر انصاف کا کیا تقاضہ ہے؟ کہ برزخی زندگی بھی مکمل طور پر عذاب میں ہو گی نا! اور آخرت میں بھی ایسے جہنم میں بھی وہ ہمیشہ کے لیے عذاب میں ہوں گے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: قوم نوح کو دیکھ لیں جس دن سے وہ غرق ہوئے ہیں وہ اس وقت بھی تا قیامت عذاب میں ہیں اور آل فرعون بھی آگ پر پیش کیے جا رہے ہیں صبح اور شام وہ بھی عذاب میں ہیں۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ کافروں میں تخفیف ہو گی عذاب کی دونوں صور پھونکنے کے وقت کے پیریڈ (Period) میں اور اُن کی دلیل ہے سورۃ یس آیت نمبر 52 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا﴾ (کافر کہیں گے ہائے ہماری خرابی! ہمارے مرنے کی جگہ سے کس نے ہمیں دوبارہ زندہ کیا ہے؟)۔ یعنی جن علماء نے یہ دلیل اُخذ کی ہے کہ اس وقت میں تخفیف کی جائے گی اُن کو کچھ بولنے کا موقع ملے گا وقت ملے گا؛ یعنی کافر جب مسلسل عذاب میں ہے تو عذاب میں تو وہ تکلیف میں ہے نا ہمیشہ جو تکلیف میں ہو وہ کوئی بات کر سکتا ہے؟! کوئی بات نہیں کر پائے گا نا اُس کو تو اپنی پڑی ہے نا کہ تکلیف ہے!

تو شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ لازم نہیں ہے کیونکہ اُن کی قبریں اُن کے لیے مرقد ہیں جہاں پر وہ لیٹے ہیں اور اُن کے لیے عذاب ہے۔ یعنی اُن کا یہ کہنا ﴿یٰوَیْلَنَا﴾ (یس:52) یہ کیا ہے؟ حسرت ہے! حسرت بھی عذاب کی وجہ ہے کہ نہیں؟ جب انسان کو حسرت ہوتی ہے پھر عذاب میں اضافہ ہوتا ہے؛ تو یعنی عذاب میں تخفیف نہیں ہو گی اور یہی قول راجح ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کے نزدیک۔

جو بدکار مومن ہیں (پہلے تو کافر ہے ہمیشہ کا عذاب ہے قبر میں، یعنی ہمیشہ سے مراد مکمل برزخی زندگی میں، دوسری قسم کے لوگ جو بدکار مومن ہیں) کبیرہ گناہ کرنے والے ہیں یعنی زندگی میں توبہ نہیں کی ہے اور گناہوں کے ساتھ ہی مر گئے ہیں (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے) تو اُن کو عذاب ہو گا قبر میں لیکن اُن کا عذاب دائمی نہیں ہو گا؛ لمبا بھی ہو سکتا ہے اُس سے کم بھی ہو سکتا ہے اُن کے گناہوں کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے عفو اور درگزر کے مطابق۔

یعنی کوئی شخص دنیا میں جھوٹ بولتا ہے کبیرہ گناہ کرتا ہے، کسی پر ظلم کیا کسی کا حق چھینا ہے توبہ نہیں کی مر گیا ہے اب اُس کی اور بھی بہت ساری نیکیاں ہیں، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے قبر میں عذاب نہ ملے اللہ کی مرضی ہے، خطرے میں ہے وہ اللہ تعالیٰ چاہے اُسے عذاب بھی دے جیسے آخرت میں، تو برزخ میں بھی جو اس کو عذاب ملے گا ایک تو دائمی نہیں ہے، دوسرا یہ کہ وقتی طور پر ہے۔

اب کتنا وقت ہو گا؟ دو قبریں ہیں ایک ساتھ یا تین قبریں ہیں تینوں جھوٹے ہیں، تینوں کو برزخ میں عذاب ہو رہا ہے قبر میں لیکن تینوں کا وقت برابر نہیں ہے، کس کا کتنا ہے اللہ اعلم۔

یعنی صور پھونکنے تک آخرت تک قیامت کے دن تک لازمی نہیں کہ مسلسل عذاب میں ہوں گے، لمبا بھی ہو سکتا ہے، کیونکہ آگے بھی مرحلے ہیں۔

یعنی میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں اور آپ پڑھ بھی چکے ہیں رویژن (Revision) کے لیے واجب لے لیں آپ کہ یہ بھی واجب ہے آپ نے روائز (Revise) کرنا ہے تراجع کرنا ہے اس مسئلے کا: شرح عقیدۃ طحاویہ میں ابن أبی العز الحنفی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ انسان کے جو گناہوں کے کفارات ہیں جو انسان کے گناہوں کی تخفیف کر دیتے ہیں ختم کر دیتے ہیں تقریباً بارہ (12) چیزوں کا ذکر ہے اور کلاسیفیکشن (Classification) کی ہوئی ہے ترتیب کے ساتھ کہ دنیا میں تین چار کون سی چیزیں ہیں، مرتے وقت کون سی چیزیں ہیں، قبر میں کیا ہے، پھر آخرت میں کیا ہے۔

یہ ساری چیزیں ترتیب سے بیان کی ہیں میں نے آپ کو ہنٹ (Hint) دے دیا ہے تاکہ آپ کو ڈھونڈنے میں آسانی ہو؛ تقریبا بارہ (12) کے قریب چیزیں بیان کی ہیں جو ایک شخص جب (مسلمان) مر جاتا ہے تو ان مرحلوں سے جیسا کہ پیوریفکیشن (Purification) ایک ہوتے ہیں نا اسٹیشنز (Stations) جو آپ کو پیور کر دیتے ہیں صاف کر دیتے ہیں اُن میں سے گزر کر

وہ بدترین شخص بدکار شخص جہنم میں داخل ہوتا ہے جس کے اتنے شدید گناہ ہیں کہ یہاں پر اس کے گناہ ابھی تک صاف نہیں ہو سکے!

یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے مغفرت دیکھیں اللہ تعالیٰ کی، واللہ! أرحم الراحمین ہے جلّ شانہ۔

ایک بڑی انفارمیٹو (Informative) بڑی پیاری چیز میرے ذہن میں آگئی میں آپ سے بھی شیئر کردوں آپ نوٹ کرلیں، کتاب موجود ہے شرح بھی موجود ہے، ہم پڑھ بھی چکے ہیں (الحمدللہ) میں نے کئی مرتبہ ذکر بھی کیا ہے اس میں غالباً ایک خطبہ بھی ہے میرا اخیال ہے مجھے یاد پڑرہا ہے تو (اللہ أعلم)، بہرحال؛ تو آپ حیران ہوجائیں گے واللہ! یعنی آپ یہ دیکھیں کہ دنیا میں جو کانٹا چبھتا ہے (مثال دے رہا ہوں) وہ کفارہ ہے گناہوں کا کہ نہیں؟ یہ گناہوں کا کفارہ کیا مطلب ہے اس کا؟ یعنی جو آپ نے گناہ کیے ہیں اس کانٹا چبھنے کی وجہ سے جو آپ کو تکلیف ہوئی ہے آپ کے گناہوں کی تخفیف ہوگئی ہے۔

جس کے ہیں ہی تھوڑے سے چار پانچ گناہ دو چار کانٹے لگے دنیا میں ختم ہوگئے نا؟! اگلا مرحلہ جو ہے موت کا مرحلہ آسان ہوگیا نا؟ قبر میں اس کا کچھ ہوگا باقی؟ پہلے ہی صاف ہے قبر میں کیا اس کو ہوگا؟!

اِس سے زیادہ گناہ ہیں، دنیا کے کانٹے ہیں تکلیفیں ہیں ان سے کم نہیں ہوئے کچھ اور زیادہ گناہ ہیں تو قبر میں حل ہوجائے گا؛ قبر میں دو دن میں بھی ختم ہوسکتے ہیں، دَس دن میں بھی ختم ہوسکتے ہیں، دَس مہینے میں بھی ختم ہوسکتے ہیں، دَس سال میں بھی ختم ہوسکتے ہیں، لیکن ختم ہوگئے ہیں۔ اگلے مرحلے میں تو وہ فری ہوگیا نا؟!

اتنے زیادہ ہیں کہ قبر کے مرحلے میں بھی ختم نہیں ہوسکے! لمبے عرصے تک عذاب تھا اور کچھ تخفیف کردی گئی ہے کیونکہ مومن ہے کچھ اور بھی اس نے اچھے کام کیے ہیں تو روک دیں اگلے مرحلے میں کچھ اور تھوڑا سا تکلیف ہوگی؛ پھر میدان محشر میں جو تکلیفیں ہوتی ہیں وہاں پر ہے۔

پھر ہوسکتا ہے شفاعت کوئی کردے اس سے بھی تخفیف ہوسکتی ہے؛ ہاں، دیکھیں نا بہت ساری چیزیں ہیں۔

اللہ کی رحمت بھی ہے سب سے آخر میں؛ وہ بدبخت جہنم میں داخل ہوگا جو اِن سب چیزوں سے محروم ہوگا، آپ دیکھیں اُرحم الراحمین کی رحمت کتنی وسیع اور کتنی عظیم ہے!

پھر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ قبر کا عذاب جو ہے وہ قیامت کے عذاب سے ہلکا ہے کیونکہ قبر کے عذاب میں خزی اور عار نہیں ہے (یعنی اس میں ذلت رسوائی نہیں ہے)۔

قبر کا عذاب کیا پتہ قبر میں کیا ہو رہا ہے قبر بند ہے نا؟ قبر تو بند ہے، آپ دیکھتے ہیں کہ قبر ہے قبرستان جاتے ہیں سلام کہتے ہیں سنت کے مطابق، ہمارے سامنے بہت ایک وسیع اور کھلا میدان ہوتا ہے اور قبریں نظر آتی ہیں قبر کے اندر کیا ہو رہا ہے ہمیں پتہ ہے؟! جو عذاب جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں یقیناً ہو رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُس پر پردہ کیا ہوا ہے (سبحان اللہ)۔

تو اس میں جو قبر کا عذاب ہے (اب کمپیریزن (Comparison) ہو رہا ہے قبر کا اور جہنم کے عذاب کا) برزخ میں وہ آخرت کے عذاب کے سامنے کم اور ہلکا ہے، کس اعتبار سے شیخ صاحب فرماتے ہیں: کیونکہ قبر کے عذاب میں ذلت اور رسوائی نہیں ہوتی کیونکہ قبر بند ہے پتہ نہیں ہوتا۔

لیکن آخرت میں کیا ہوگا؟ ذلت اور رسوائی الگ سے ہوگی اور پورے لوگ جو ہوں گے وہ دیکھیں گے جو اس وقت موجود ہوں گے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ﴿٥١﴾﴾ (ہم مدد کریں گے اپنے رسولوں کی اور مومنوں کی دنیا میں اور جس دن اَشھاد قائم ہوں گے (یعنی گواہی دینے والے، دیکھنے والے))

(غافر:51)۔

یعنی دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے جو رسول ہیں اور جو اہل ایمان ہیں جو رسولوں کی اتباع کرنے والے ہیں اور اس اتباع کا حق بھی ادا کرنے والے ہیں دنیا میں بھی وہ کامیاب رہیں گے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اعانت ہمیشہ اُن کے ساتھ رہے گی، اور آخرت کے دن ﴿يَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ﴾ اُن کی بھی نصرت ہوگی۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (ایک اور مسئلہ ہے قبر اور برزخ کے تعلق سے): اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ شخص جو ہے یہ مر مٹا ہے اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں، یا بھیڑیئے اسے نوچ کر کھا گئے ہیں، یا ہواؤں نے اسے اُڑا دیا ہے تو اس کا عذاب کیسے ہوگا؟ اس کا سوال کیسے ہوگا؟

مسئلہ ہے کہ نہیں؟

یعنی جو قبر میں دفن ہوتا ہے اس کی تو ہمیں سمجھ آ گئی ہے اب بات ہم کر رہے ہیں برزخ کی، برزخ سے مراد قبر اور قبر کے علاوہ، مرنے کے بعد انسان کی جگہ جہاں پر وہ اس وقت موجود ہے قیامت سے پہلے؛ دنیا ہے، آخرت ہے (یعنی قیامت کا دن)، جو بیچ کا مرحلہ ہے مرنے سے لے کر قیامت کے دن تک اِسے برزخ کہتے ہیں۔

اس میں دو قسم کے لوگ ہیں: (۱) ایک وہ جن کو قبر نصیب ہوئی جس قبر میں دفن ہوتے ہیں چاہے مومن ہوں یا کافر ہوں۔ (۲) دوسری قسم کے وہ لوگ جن کو قبر نصیب نہیں ہوتی۔

کوئی پانی میں غرق ہو کر مر جاتا ہے اسے مچھلیاں اور جو سمندر کے جانور ہیں نوچ کر کھا لیتے ہیں ختم ہو جاتا ہے!، یا کسی کو جلا دیا جاتا ہے جیسا کہ ہندو جلا دیتے ہیں قبر میں نہیں جاتے اور راکھ کو وہ گنگا میں بہا دیتے ہیں، اسی طریقے سے جو کسی ویرانے میں صحرا میں مر جاتے ہیں اور اسے جانور نوچ کر کھا جاتے ہیں گدھ وغیرہ اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں اور اس کا وجود نہیں ہوتا؛ تو اِن لوگوں کا حساب یعنی سوال جو ہوں گے منکر نکیر کے جن کا قبر میں ذکر ہے وہ ہو گا یا نہیں ہو گا یا کیسے ہو گا اور اس کا عذاب یا نعیم کیسے ہو گا جبکہ قبر اس کی نہیں ہے؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے: "أن الله عَزَّ وَجَلَّ على كل شيء قدير"، اور یہ غیبی اُمر ہے؛ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مرنے والے کے جسم کے حصے سارے جوڑ دے برزخ میں اگرچہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ الگ الگ ہیں لیکن عالم غیب میں اللہ تعالیٰ اُن کو جمع کر دے گا۔

اور جو غیبی چیز ہے جو ہمیں نظر نہیں آتی اس کی کئی مثالیں ہیں، شیخ صاحب فرماتے ہیں جیسا کہ جب فرشتے آتے ہیں انسان کی روح قبض کرنے کے لیے اُسی جگہ پر ہوتے ہیں لیکن ہمیں نظر نہیں آتے جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَنَحۡنُ أَقۡرَبُ إِلَيۡهِ مِنكُمۡ وَلَٰكِن لَّا تُبۡصِرُونَ ۝٨٥﴾ (الواقعہ:85)؛ ہم نہیں دیکھتے موت کا فرشتہ آتا ہے اور روح سے بات کرتا ہے لیکن ہم سُن نہیں سکتے۔

سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام بعض اوقات آتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، انسان کی شکل میں آتے ہیں، یا لگتے ہیں پہچانتے نہیں ہیں، اور بعض اوقات آتے ہیں وحی لے کر اور بات بھی کرتے ہیں اُسی جگہ پر جہاں پر صحابہ بیٹھے ہوتے ہیں لیکن لوگ نہ سُن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں۔

تو قاعدہ یہ ہے: "فعالم الغيب لا يمكن أبدًا أن يقاس بعالم الشهادة" (جو عالم غیب ہے اُسے عالم شہادہ کے ساتھ قیاس یا برابر نہیں کیا جاسکتا"؛ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ یہ نفس جو آپ کے اندر ہے (جسم کے اندر ہے) آپ کو نہیں پتہ کہ جسم سے اُس کا کیا تعلق ہے اور کس طریقے سے جسم کے اندر موجود ہے جبکہ پورے جسم میں پھیلی ہوئی ہے؟! کیسے نکلتی ہے جب آپ سوتے ہیں کیونکہ نیند کے وقت یہ روح نکلتی ہے (جیسا کہ حدیث میں آیا ہے)؟! اور جب آپ صبح جاگتے ہیں یا نیند سے جب اُٹھتے ہیں تو کیسے واپس آتی ہے؟! کہاں سے نکلتی ہے کہاں سے داخل ہوتی ہے ہمیں کوئی خبر نہیں ہوتی ہمیں پتہ بھی نہیں ہوتا!

تو یہ بھی عالم غیب میں سے ہے جس کا مشاہدہ ہم روزانہ کرتے ہیں۔
تو عالم غیب میں ہم صرف ایک جملہ کہتے ہیں آمنا وصدقنا، صرف تسلیم ایک راستہ ہے اور کوئی راستہ نہیں ہے اور قیاس اطلاقاً اس میں ممکن نہیں ہے: اللہ تعالیٰ قادر ہے یہ طاقت رکھتا ہے قدرت رکھتا ہے کہ جتنے لوگوں کے جسم جو مر چکے ہیں جو متفرق ہو چکے ہیں یہاں تک کہ اگرچہ ہوا بھی اُس کے حصوں کو اُڑا کر لے گئی ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کو جمع کرے گا برزخ میں اور عذاب اور نعیم اُس برزخی زندگی میں اُس کو ہوگا (اور ہو رہا ہے اس وقت بھی)؛ سبحان اللہ۔ مسئلہ واضح ہے؟
یعنی جس کے جسم کے ٹکڑوں کو ہوائیں اُڑا کر لے گئی ہیں، یا جس کو ہندوؤں نے جلا دیا راکھ کو بھی بہا دیا ہے کہاں ہے اس وقت؟ برزخ میں ہے (قبر میں تو نہیں ہے نا برزخ میں ہے)۔
عذاب ہے اُس کے لیے؟ ہے۔ کیسے ہے جسم تو اُس کا پانی بہا کر لے گیا ٹکڑے ٹکڑے ختم ہو گئے؟ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (البقرۃ:20)، اللہ تعالیٰ اُس کے جسم کے ذرّے ذرّے کو برزخ میں جمع کرے گا (دیکھیں کن فیکون ہے نا؟) اور جسم کے اُن حصوں کو برزخ میں روح کے ساتھ (جمع کیے ہوئے ٹکڑوں کو دوبارہ برزخ میں) اللہ تعالیٰ جمع کر کے جو مستحق ہے عذاب کا یا نعیم کا اُسے وہ حاصل ہو گا وہ ملتا رہے گا۔
ایک اگلا مسئلہ ہے پھر: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میت کو جب ہم دفن کرتے ہیں اور اُس کے لیے جو قبر تنگ ہو جاتی ہے (جب ہم میت کو دفن کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ قبر تنگ ہے اُس کے لیے) تو کیسے اُس کے لیے قبر کشادہ ہو جاتی ہے "مَدَّ الْبَصَرِ" جیسا کہ حدیث میں آیا ہے؟
اگر مومن ہے (حدیث میں آیا ہے) جب مومن کو دفن کیا جاتا ہے تو اُس کے لیے قبر جو ہے کشادہ کی جاتی ہے کتنی کشادہ ہوتی ہے؟ "مَدَّ الْبَصَرِ" (جہاں تک نگاہ جاتی ہے)؛ یعنی کوئی اس کی حد نہیں ہے۔
میت جب اُٹھ کر بیٹھ جائے گی اور قدموں کی آہٹ سنے گی (اُس کے جو ساتھی آئے تھے دفن کرنے کے لیے جنازے میں جب جا رہے ہوتے ہیں نا تو قدموں کی آہٹ کی آواز سنتے ہیں یہ کان)۔ دیکھتا کیا ہے؟ "مَدَّ الْبَصَرِ" کہ اُس کی قبر جو ہے وہ وسیع (کشادہ) کر دی گئی ہے۔
تو کیسے ہے؟! ہم دیکھ رہے ہیں کہ قبر تنگ ہے، ہم قبر پر کھڑے ہیں قبر خود ہم نے کھودی ہے دیکھ رہے ہیں کہ تنگ ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ "مَدَّ الْبَصَرِ" اُس کو کشادہ کر دیا جائے گا؟!

تو اس کا جواب شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ عالم الغیب کا قیاس عالم عالم الشہادہ پر نہیں ہوتا کہ اگر ہم فرض کریں کہ کوئی شخص زمین میں ایک گڑھا کھودتا ہے اور مدّ البصر تک اُسے لے جاتا ہے (یعنی بہت بڑا ہوتا ہے) اور اس میں مٹی ڈال دی جائے تو جو نہیں جانتا ہے کہ یہ کتنا بڑا یہ گڑھا اُس نے کھودا ہے تو جب تک وہ دیکھے گا نہیں وہ نہیں بتا سکتا کیونکہ محسوس زندگی میں ہی ہوتا ہے نا۔ جب ایک گڑھا آپ کے سامنے بند ہے آپ کو پتہ یہ کتنا کھلا ہے کتنا تنگ ہے؟ نہیں پتہ جب تک کہ ہم کھول کر اُسے نہیں دیکھتے؛ تو وہی صرف دیکھ سکتا ہے جو اپنی آنکھوں سے اُسے دیکھتا ہے اور مرنے والا جو ہے صرف وہی دیکھ سکتا ہے دنیا والے اُسے نہیں دیکھ سکتے۔

پھر ایک اور مسئلہ ہے: شیخ صاحب فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کافر جو ہے جب اُس کی ہم قبر کھودتے ہیں تو ایک یا دو دن کے بعد بھی کھول لی جائے تو اُس کی قبر تنگ نہیں ہوتی اور نہ ہی اُس کی پسلیاں آپس میں جڑی ہوتی ہیں جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے کافر کے لیے یا بدکار کے لیے؟!

اس کا جواب کیا ہے؟ کہ یہ بھی عالم غیب میں سے ہے اور یہ ممکن ہے کہ اُس کی پسلیاں جو ہیں آپس میں ملی ہوں اور تنگ ہوں جب قبر کھول لی جائے تو واپس اپنی جگہ پر آجاتی ہوں دیکھنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ انہیں واپس کر دیتا ہے، اور ہر چیز اپنی یعنی دیکھنے والے کو دکھتی ہے جیسے میت پڑی تھی ویسا ہی ہے دنیا میں دیکھنے والے کے لیے، لیکن حقیقتاً برزخ میں اور قبر میں جو ہے اُس کی پسلیاں ملی ہوئی ہیں، یا یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ جب قبر کھولی جاتی ہے تو اُسے اُسی طریقے سے واپس کرے جیسا کہ اُسے دفن کیا گیا تھا؛ اور یہ بندوں کے لیے آزمائش ہے (لوگوں کے لیے آزمائش ہے) اس لیے ہے کیونکہ اگر وہ جڑی رہتی ہے تنگ قبر کر دی جاتی اُس کی پسلیاں جڑی رہتیں اس طریقے سے آپس میں اُس تنگی کی وجہ سے اور لوگ اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھتے تو پھر یہ امتحان ختم ہو جاتا ہے اور ایمان بالغیب کا جو اصل معنی ہے وہ بھی ختم ہو جاتا ہے (اصل بات ایمان بالغیب ہے نا؟ غیب پر ایمان ہے) اور یہ ایمان شہادت کا ہو جائے گا لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور یہ آزمائش جو ہے ختم ہو جائے گی جبکہ اللہ تعالیٰ نے اِن تمام چیزوں کو اپنی آزمائش کے لیے رکھا ہے۔

یہ جتنی بھی چیزیں ہیں اِن کا تعلق عالم الغیب سے ہے وہ ایسے ہی رہیں گی (عالم الغیب میں رہیں گی) اور اللہ تعالیٰ کی آزمائش بھی اسی طریقے سے جاری رہے گی۔

ایک اور مسئلہ ہے: شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ بعض فلسفی (جو سلاسفہ ہیں) لوگوں نے یہ کہا ہے کہ ہم "زئبق" (کسے کہتے ہیں؟ Mercury پارہ جسے ہم کہتے ہیں، اردو میں پارہ کہتے ہیں Mercury کو) پارہ جو ہے وہ ہم میت پر ڈال دیتے ہیں، اور پارہ آپ جانتے ہیں ایسا لیکوئڈ (Liquid) ہے جو تھوڑی حرکت میں بھی رُکتا نہیں ہے۔

دیکھیں پانی جذب ہو جاتا ہے، باقی لیکوئڈ (Liquid) بھی جذب ہوتے ہیں یا حرکت اُن کی بالکل سلو (Slow) ہوتی ہے لیکن پارہ ایک ایسی لیکوئڈ نما چیز ہے جو بڑی تیزی سے تھوڑی حرکت بھی کریں گے تو اپنی جگہ پر نہیں رہے گا وہ۔

تو بعض لوگوں نے یہ ٹیسٹ بھی کیا ہے قبر کے عذاب اور نعیم کی جو احادیث ہیں یا آیات ہیں اُن کو ردّ کرنے کے لیے کہ یہ دیکھیں میت مر چکی ہے ہم نے اس پر پارہ بھی ڈالا ہے اگر میت مرنے کے بعد اُٹھ کر بیٹھ جاتی ہے تو پارہ تو گرنا چاہیے نا! ہم قبر کھول کر دیکھتے ہیں وہ پارہ اُدھر ہی پڑا ہوتا ہے! تو تمہارا تو بالکل یہ دعویٰ ہی غلط ہے کہ میت کو بٹھا دیا جاتا ہے تو حدیث ہی غلط ہے اگرچہ متفق علیہ حدیث ہے کچھ بھی ہے! جہاں پر بھی آپ اس حدیث کا ذکر کرتے ہیں ہم نہیں مانتے اسے! اور یہ تمام جو قبر کے تعلق سے تمہاری جتنی بھی آیات اور احادیث ہیں ہم سب کا ردّ کرتے ہیں۔

کیوں بھئی ردّ کرتے ہیں؟ کیونکہ ہم نے آنکھوں سے دیکھا ہے، ہم نے قبر میں میت کے اوپر بھی پارہ ڈالا ہے (Mercury جو ہے) اور پھر اگلے دن ہم آئے ہیں قبر کو کھولا ہے کچھ بھی نہیں! دو دن کے بعد بھی کھول کر دیکھا ہے، تین دن کے بعد بھی کھول کر دیکھا ہے وہ تو اُدھر کا اُدھر ہی پڑا ہوا ہے! اس کا مطلب ہے کہ نہ حرکت ہوئی ہے نہ وہ بیٹھا ہے، نہ فرشتوں نے سوال کیا ہے، اور نہ اُس کا قبر میں کوئی عذاب ہے یا حساب ہے یا ثواب ہے، تو آپ کی باتیں ہیں ہی غلط!

شیخ صاحب فرماتے ہیں اس کے جواب میں: یہ بھی عالم غیب میں سے ہے اور ہمارا اس پر ایمان ہے اور ایمان اور تصدیق ہم نے کرنی ہے اور یہ جائز ہے (ممکن ہے یعنی) کہ اللہ تعالیٰ اُس پارے کو اُسی جگہ پر واپس کر دے جب قبر کھول دی جاتی ہے۔

اصل مقصد کیا ہے؟ ایمان بالغیب۔

اگر یہ لوگ (کافر) بھی دیکھ لیں مثال کے طور پر، یا جو انکار کرنے والے ہیں دیکھ لیں اور دیکھنے کے بعد ایمان لے کر آئیں ایمان قبول ہو گا؟ ایمان نہیں قبول ہو گا۔

یہ تو یعنی کافروں پر رحمت ہے (سبحان اللہ) تاکہ وہ مرنے سے پہلے صحیح سچا پکا ایمان لے کر آئیں اللہ تعالیٰ پر اور اُن احکامات پر جو اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیے ہیں۔

"تصدیق الخبر" جو ہے اور جو بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اُس کی تعمیل کرنا، جس سے منع کیا ہے اُس سے رُک جانا، یہ ساری چیزیں جو ہیں اِن پر ایمان اور تصدیق من و عن سے کرنی ہے، یہ نہیں کہ جب تک آنکھوں سے نہیں دیکھیں گے نہیں مانیں گے ! جب تک فرشتوں پر ایمان نہیں ہے جب تک دیکھیں گے نہیں !

دیکھ لیا ایمان صحیح ہے ؟ نہیں۔ اور فرشتوں پر ایمان نہ لانا کفر ہے کہ نہیں ؟ تو کبھی مسلمان ہو سکتا ہے ایسا شخص ؟ ! یعنی اب تو آنکھوں سے دیکھ لیا اُس نے مثال کے طور پر ! جن چیزوں کا تعلق علم غیب سے ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کو علم غیب میں اس لیے رکھا ہے تاکہ اُن پر ایمان بالغیب ہو تاکہ وہ پکا مومن ہو جائے؛ اگر اِن چیزوں میں سے کسی پر بھی ایمان بالشہادۃ ہو گیا تو ایمان تو ہے ہی نہیں نا پھر ! تو پھر مسلمان کیسے ہوں گے لوگ ؟ !

یہ تو واللہ ! اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے لوگوں پر خاص کرم ہے اللہ تعالیٰ کا، اَرحم الراحمین کی رحمت ہے ورنہ اگر ہر بندہ اپنی آنکھوں سے جب تک نہیں دیکھے گا ایمان نہیں لے کر آئے گا تو مومن ہو گا پھر ؟ ! مسلمان کون ہو گا پھر ؟ ! (سبحان اللہ)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: پہلے تو یہ بات ہے کہ آزمائش ہے اللہ تعالیٰ کی، ایمان بالغیب میں سے اس کا تعلق ہے، اگر پارہ اپنی جگہ پر بھی ہے تو دیکھنے والے کے لیے وہ ہے جو دنیا میں اُسے دیکھ رہا ہے، برزخ میں اُسے بٹھایا بھی گیا ہے اُس سے سوال بھی فرشتوں نے کیا ہے، اور جب قبر کھولی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا کن فیکون ہے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ وہ واپس اپنی جگہ پر ہو تاکہ لوگ جو ہیں ایمان بالغیب پر قائم رہیں اگر ایمان لانا ہے تو، ایمان بالشہادۃ نہ ہو۔

تاکہ دیکھیں اُس کے لیے بھی تو موقع ہے نا کافر کے لیے کہ ہو سکتا ہے یہاں پر اُسے توفیق نہیں ہوئی تو آگے جا کر کلمہ پڑھ لے اور توبہ کر لے اور مسلمان ہو جائے، لیکن جب اُس نے آنکھوں سے دیکھ لیا اب تو اُس کا ایمان ختم نا ! (سبحان اللہ)۔

یعنی وہ موقع بھی گنوا بیٹھے گا جو اُس کے لیے موقع تھا اسلام میں داخل ہونے کا اور ایمان قبول کرنے کا۔

پھر دوسری بات اس میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ اُس شخص کو دیکھیں جو خواب میں کوئی چیز دیکھتا ہے، جب ہم خواب دیکھتے ہیں تو ہماری حالت کیسی ہوتی ہے (مختلف ہوتی ہے) اگر وہ حقیقتاً جیسے اُس نے خواب میں دیکھا ہے اگر شہادہ میں بھی ایسے ہی اُس کے ساتھ ہو جائے (آنکھیں کھولے تو بالکل وہی چیز اُس کے ساتھ تھی) تو اُس کی کیا حالت ہوتی ؟ ! کیا بستر پر باقی رہ سکتا ہے وہ ؟ ! سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ! اور بعض اوقات سچے خواب بھی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور وہ

واقعی ایسے ہوتے ہیں جیسااُس نے خواب میں دیکھا ہے جسے سچا خواب کہا جاتا ہے۔اوراِن سب چیزوں پر ہمارا ایمان ہوتا ہے کہ یہ صحیح ہیں تو پھر قبر کے نعیم اور عذاب کے تعلق سے ہمارا ایمان کیوں نہیں ایسے ہو سکتا؟!(سبحان اللہ)۔

جب انسان کوئی بُری چیز دیکھتا ہے خواب میں (ناپسندیدہ چیز خواب میں دیکھتا ہے)اُس سے جب اُٹھتا ہے تو اُس کی حالت بھی کوئی اچھی نہیں ہوتی،مزاج بھی اچھا نہیں ہوتا کیونکہ اُس نے بُرا خواب دیکھا ہے(حقیقت ہے کہ نہیں؟ایسا ہوتا ہے کہ نہیں؟ حقیقت ہے)؛جب کوئی اچھا خواب دیکھتا ہے خوش ہوتا ہے اور بڑا یعنی خوشی کے ساتھ اُس کی حالت بھی بدلی ہوتی ہے اور بڑے خوش وخرم طریقے سے تازگی کے ساتھ اُس کی صبح ہوتی ہے۔

یہ دلیل ہے(شیخ صاحب فرماتے ہیں)کہ روح کا معاملہ جو ہے اُس کا تعلق غیب سے ہے اُمور شہادہ سے نہیں ہے، اور غیب کے مسائل جو ہیں اُمور جو ہیں وہ حاضر اور مشاہدے پر قیاس نہیں کیے جاتے،اور صحیح نصوص کا ردّ نہیں کیا جاتا محض اِن چیزوں سے کیونکہ جب تک مشاہدہ نہیں ہوگا اور ایمان نہیں ہوگا تو یہ ممکن نہیں ہے غیب کے مسائل ایسے ہی رہیں گے اور نصوص بھی اپنی جگہ پر صحیح رہیں گے،تو نصوص کو ردّ کرنے کے لیے صرف مشاہدے کا اگر سہارا لیا جائے تو پھر یہ (شیخ صاحب فرماتے ہیں)بہت ہی غلط اور بُری بات ہے یہ ممکن نہیں ہے۔

یہ چند مسائل تھے قبر کے عذاب اور نعیم کے تعلق سے اور اگلے درس میں ان شاءاللہ "الْقِيَامَةُ الْكُبْرَى"۔

یہ قیامۃ الصغریٰ تھی جس کا ہم نے ذکر کیا ہے ابھی،موت سے لے کر اور قبر کا مرحلہ جو ہے برزخ کا مرحلہ جو ہے؛اور جو قیامۃ الکبریٰ ہے یعنی جب صور پھونکا جائے گا اور لوگ دوبارہ زندہ ہوں گے اُس وقت سے لے کر آخری انجام تک جنت یا دوزخ کا انجام جو ہے اُس کا ذکر ہوگا ان شاءاللہ،اگلے درس میں یہیں سے درس کا آغاز کریں گے۔((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ،أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش(حفظہ اللہ)کے آڈیو درس (076.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio